178

دین کی حفاظت

مُسلم خواتین کے کرنے کا کام

ابو سلیم محمد عبد الحی

اِسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳۔ ای شاہ عالم مارکٹ، لاہور

برانچ:۔ ۱۶۔ بیت المکرم۔ (پہلی منزل) ڈھاکہ

لوگ اپنی موت کو یاد کریں اور فکرِ آخرت کو تازہ رکھیں۔ کتنی بڑی بدقسمتی ہے کہ آج حضورؐ کے اس حکم کو وہ لوگ بطور سند کے پیش کرتے ہیں جنہوں نے قبروں کو آخرت فراموشی کا سب سے بڑا سبب بنا لیا ہے۔ کتنے ہی لوگ ہیں جو قبروں کو سجا کر بیٹھ گئے ہیں اور جنہوں نے لوگوں کو یہ یقین دلا دیا ہے کہ وہ بزرگ جن کی یہ قبر ہے ان لوگوں کی پکار کو سنتے ہیں جو انہیں مدد کے لیے پکاریں یا جو ان کے ذریعہ بارگاہِ خداوندی میں درخواست گزارنا چاہیں۔ چنانچہ ایسی قبروں پر حاجت مندوں کا ہجوم ہوتا ہے اور وہاں جو کچھ ہوتا ہے اس کو دیکھ کر یہی کہنا پڑے گا کہ شاید خدائی طاقتیں کسی ایک ذات میں جمع نہیں ہیں بلکہ وہ جگہ جگہ بٹی ہوئی ہیں۔ مختلف دربار ہیں جس کو جس سے عقیدت ہو وہاں سے "دامنِ مراد" بھر لے پھر ان قبروں کے ان عقیدت مندوں کو یہ بھی یقین دلا دیا گیا ہے کہ جو کوئی ان بزرگوں کو راضی کرنے اور خوش رکھنے کا اہتمام کرے گا تو وہ قیامت کے دن بھی کام آئیں گے ان کی بخشش کرا دیں گے، ان کی سفارش سے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور بس بیڑا پار ہو جائیگا۔ اب ظاہر ہے کہ فکرِ آخرت کی ضرورت ہی کیا باقی رہ گئی۔ اب تو بات ہی اُلٹی ہو گئی۔ حضورؐ نے فرمایا تھا کہ قبروں پر جایا کرو تاکہ فکرِ آخرت تازہ رہے لیکن ان "عقیدت مندوں" نے قبروں کو ایسا بنا لیا کہ وہاں جا کر فکرِ آخرت کی ضرورت ہی نہ رہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ کیا حضورؐ نے ایسی ہی قبروں پر جانے کی ہدایت فرمائی تھی جنہیں آج "مزار شریف" بنا لیا گیا ہے۔

۲۔ فکرِ آخرت کو تازہ رکھنے کے لیے دوسری چیز قرآن پاک کی تلاوت ہے قرآن پاک کا کوئی ایک صفحہ بھی ایسا نہیں جس میں آخرت کی زندگی اور اعمال کی جزا

Marfat.com

اور سزا کا ذکر کسی نہ کسی انداز سے نہ آیا ہو۔ پھر جگہ جگہ بڑے ہی مؤثر انداز میں آخرت کے مناظر کا ذکر ہے۔ کامیاب اور ناکام گروہوں کے انجام کی تصویر ہے۔ اس دائمی زندگی کے دائمی آرام یا دائمی مصائب کا تذکرہ ہے۔ ایسی تمام آیات کی حضور قلب کے ساتھ تلاوت کی جائے، ان مضامین پر غور کیا جائے اور جو کیفیت ان آیات میں بیان کی گئی ہو اس کو اپنے تصور میں حاضر اور اپنے ذہن میں محسوس کرنے کی کوشش کی جائے۔ ہو سکے تو ایسے حصوں کو نماز میں پڑھا جائے۔ نماز میں بندہ اپنے رب سے بہت قریب ہوتا ہے اس کی ہر حرکت سے بندگی اور عاجزی کا اظہار ہوتا ہے اگر اس حالت میں قرآن پاک کی ایسی آیتوں کی تلاوت کی جائے تو یقیناً بہت فائدہ حاصل ہوگا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ ایک بار حضورؐ نے نماز میں یہ آیت تلاوت فرمائی :۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا۔ (سورہ النساء ۴۱)

اس آیت میں قیامت کا وہ منظر پیش کیا گیا ہے جب ہر ہر اُمت اپنے اپنے نبی کے ساتھ دربارِ خداوندی میں پیش ہوگی اور اس سے سوال و جواب ہوگا۔ ایک طرف تو اُمت سے پوچھا جا رہا ہوگا کہ انہوں نے انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کے جواب میں کیا رَوَیّہ اختیار کیا۔ دوسری طرف رسول سے سوال ہو رہا ہوگا کہ آیا اُنہوں نے بھی اللہ کا پیام ٹھیک ٹھیک پہنچا دیا تھا یا نہیں اور یہ کہ اس پیام کے مقابلے میں امت کی روش کیا رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ

Marfat.com

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جب ہر ہر امت سے یہ معاملہ ہو رہا ہوگا تو اس وقت تم کو بھی ان لوگوں کے مقابلے میں گواہ کی حیثیت سے پیش ہونا ہوگا۔

جس دل میں آخرت کی فکر ہو، جو اپنی ذمہ داریوں سے آگاہ ہو اور جو قیامت کے مناظر کی صحیح اہمیت کو محسوس کرتا ہو وہ اس منظر کا تصور کر کے کس طرح نہ کانپ اُٹھے گا۔ چنانچہ یہی ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً ساری رات اسی آیت کو دُہراتے رہ گئے اس حال میں کہ آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور کھڑے کھڑے پیروں پر ورم آگیا تھا۔ یہ کیفیت ہے اس پاکیزہ انسان کی جس سے بہتر انسان نہ آج تک کوئی پیدا ہوا اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔

اس واقعہ میں ہمارے لیے عبرت اور نصیحت کا بہت بڑا سامان موجود ہے۔

☆ فکرِ آخرت ترکِ دُنیا نہیں ہے

فکرِ آخرت کے اس غلبے کا تصور کرتے ہی ذہنوں میں کچھ ایسا نقشہ آتا ہے جسے ترکِ دنیا کہا جا سکتا ہے۔ سمجھا جاتا ہے کہ جس دل میں آخرت کی فکر اس درجہ ہو گی وہ یقیناً دنیا سے کنارہ کرے گا اور دنیا کے تعلقات اور ذمہ داریوں کو چھوڑ کر کسی گوشے میں بیٹھ رہے گا۔ اب جن لوگوں نے اسلام کو سمجھا ہے اور جو جانتے ہیں کہ ترکِ دنیا اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے گا کہ آخرت کی وہ فکر جس کا ذکر اُوپر ہوا اسلام میں مطلوب نہیں ہو سکتی کیونکہ اس فکرِ آخرت کے نتیجے میں کاروبارِ دُنیا سے مُنہ موڑ لینا ضروری ہو جاتا ہے اور یہ اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔ لہٰذا آخرت طلبی کے جو وعظ بھی ان کے سامنے بیان کیے جاتے ہیں وہ ان کو کچھ توجہ سے نہیں سُنتے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ اس زعم میں رہتے

Marfat.com

ہوئے کہ اسلام کو صحیح طریقے سے اُنہوں نے سمجھا ہے اس قسم کی باتوں کو اسلام کے مزاج کے خلاف سمجھتے ہیں۔ دوسری طرف وہ لوگ جو ذکرِ آخرت پر جھومنے اور مناظرِ آخرت کے ذکر پر آنکھوں کو تر کر لیتے ہیں یا کم سے کم رونی شکل اور بھرائی ہوئی آواز بنا لینے کو مومن کی پہچان جانتے ہیں وہ جب دیکھتے ہیں کہ کچھ لوگ ایمان اور اسلام کا نام لیتے ہوئے بھی ایسے کاموں میں سر کھپا رہے ہیں جو ان کے نزدیک خالص دُنیوی کام ہیں اور دین کو ان سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا تو وہ ایسے تمام کاموں سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور ان کاموں کے جاننے والوں کو دین سے بے تعلق گردانتے ہیں۔

سوچنے کے انداز میں یہ اختلاف ایک بڑی اُلجھن کا سبب بن جاتا ہے اور ایک شخص فیصلہ نہیں کر پاتا کہ کس رَوَیّے کو صحیح کہے اور کس بات کو اسلام کے مزاج کے موافق قرار دے۔

دین اور دُنیا کا فرق

اس اُلجھن کا اصلی سبب یہ ہے کہ ایک عرصے سے مُسلمانوں کی زندگیاں دو مختلف حصّوں میں تقسیم ہو گئی ہیں اور یہ تقسیم کچھ اتنی مضبوط ہو چکی ہے کہ باوجود جاننے اور ماننے کے ان کی عملی زندگی اس کے اثر سے محفوظ نہیں رہی۔ ان کی زندگی کا ایک بڑا حصّہ خالص دنیوی سمجھا جاتا ہے اور دوسرا حصّہ دینی اور مذہبی۔ دینی اور مذہبی حصّے میں تو وہ دین کی ہدایت اور مذہب کی پابندیوں کو گُرید گُرید کر دریافت کرتے ہیں۔ اور بڑے سے بڑے چھوٹے سے چھوٹے حکم پر بھی چلنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً نماز ہی کے مسئلے کو لے لیجیے۔ یہ ایک خالص دینی کام ہے۔ چنانچہ اس کے بارے

Marfat.com

میں چھوٹے سے چھوٹے حکم کی پابندی بڑے اہتمام سے کی جاتی ہے۔ مسجد میں پہلے داہنا قدم رکھا جائے، وضو کرتے وقت ناک بائیں ہاتھ سے صاف ہونا چاہیے، یوں چاہے پاجامہ کتنا ہی نیچا کیوں نہ ہو لیکن نماز کے وقت ٹخنے کھول لینا ضروری ہیں۔ نماز کی نیت کرنے کے لیے جو الفاظ مقرر کر دیے گئے ہیں اُن کو بڑے اہتمام سے اس ترتیب کے ساتھ ادا ہونا چاہیے جس ترتیب سے وہ سکھائے گئے ہیں۔ غرض یہ کہ ایک نہیں بیسیوں ایسے احکام کی پابندی انتہائی اہتمام سے کی جاتی ہے یہ خود اپنے مقام پر اتنے اہم نہیں ہیں جتنی اہمیت ان کو دی جاتی ہے۔ اسی طرح مذہبی زندگی کے دُوسرے اعمال کا حال ہے لیکن دُنیوی حصّے کے بارے میں دین کی دی ہوئی ہدایات اور مذہب کی لگائی ہوئی پابندیوں میں سے ان پابندیوں کا بھی لحاظ نہیں رکھا جاتا جو براہِ راست حلال اور حرام کی حدود میں آتی ہیں۔ مثلاً کاروبار میں وہ صورتیں بلا کسی پریشانی کے اختیار کر لی جاتی ہیں جو شریعت میں قطعاً حرام ہیں، مقدمے بازی میں جھوٹ انتہائی اطمینان کے ساتھ بولا جاتا ہے، رشوت دیتے یا لیتے وقت یہ خیال بھی نہیں آتا کہ اس بارے میں اللہ کے دین نے کیا پابندیاں لگائی ہیں۔ اللہ کے قانون کو چھوڑ کر غیروں کے قانون کی بنیاد پر اپنے معاملات کے فیصلے کراتے وقت کوئی پریشانی محسوس نہیں ہوتی۔ غرض یہ کہ اسی طرح سینکڑوں کام ہیں جن کو مذہب ناجائز اور غلط کہتا ہے لیکن شاید مسلمانوں نے بھی زندگی کے ایک حصّے کا غیر مذہبی ہونا تسلیم سا کر لیا ہے۔ اس لیے بلا کسی پریشانی کے وہ اس حصّے میں مذہب اور خدائی قانون سے بے نیاز ہو کر پورے اطمینان کے ساتھ کام کرتے رہتے ہیں۔

یہی وہ غلط تصوّر ہے جس نے دین کی پُوری شکل ہی بگاڑ کر رکھ دی ہے

Marfat.com

اب جس شخص کے اندر مذہب سے تعلق بڑھتا ہے اور فکرِ آخرت کی بنیاد پہ اس کا دل دین کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ عملاً ان تمام کاموں سے دُور بھاگتا ہے جنہیں اس نے اب تک دُنیوی زندگی کا جزو سمجھ رکھا تھا، وہ ان تمام کاموں کو شیطانی پھندا سمجھتا ہے اور اپنی دینی زندگی اور آخرت کی کامیابی کے لیے مہلک جانتا ہے۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ جیسے جیسے اس کے اندر آخرت کی طلب کا تصور مضبوط ہوتا جاتا ہے وہ دنیا کے معاملات سے بے تعلق ہوتا چلا جاتا ہے اور اپنی اس روش کو خالص دینی روش اور اپنے اس طریقے کو اسلامی طریقہ مانتا ہے اور ایسا ہی دوسروں سے منوانے کی کوشش کرتا ہے۔

زندگی کی تقسیم غلط ہے

اسلام کے نزدیک یہ تصور قطعاً غلط ہے۔ زندگی اللہ کی بخشی ہوئی ہے۔ وہ اس پُوری زندگی کا خالق ہے اور اس لیے تنہا وہی اس پُوری زندگی کا مالک بھی ہے لہٰذا پُوری زندگی میں اطاعت اسی کی جائز ہے اور بندگی کا حق دار صرف وہی ہے یہ بات کسی طرح درست نہیں ہوسکتی کہ انسان زندگی کے ایک حصّے میں تو خُدا کا بندہ ہو اور باقی حصّے میں وہ آزاد ہو کہ چاہے جس کا کہنا مانے، چاہے من مانی کرے یا اپنے ہی جیسے دُوسرے انسانوں کے تجویز کیے ہوئے راستے پر چل پڑے۔

اسلامی تصوّر کے ماتحت زندگی ناقابلِ تقسیم ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسان زندگی کے تمام معاملات میں اس کی بتائی ہوئی ہدایات کا پابند رہے اور واقعی معنیٰ میں مسلم (اطاعت گزار) بن کر رہے۔ البتہ اسلام کے نقطۂ نظر کے مطابق زندگی کے دو مختلف رَویّے ممکن ہیں۔ ایک رَویّہ تو وہ ہے جو اسلام

Marfat.com

تجویز کرتا ہے اور جس کے ماتحت اسے تمام معاملات میں صرف خدا کی ہدایات کا پابند بن کر رہنا چاہیے۔ دوسرا رَوَیّہ وہ ہے جو اس کے خلاف ہے اور اس کی ہزاروں صورتیں ممکن ہیں۔ کچھ انسان خدا کو سرے سے مانتے ہی نہیں، کچھ اسے مانتے تو ہیں لیکن اس کے ساتھ کچھ دوسرے مددگار اور شریک بھی مانتے ہیں، کچھ لوگ کہتے ہیں خدا تو ہے لیکن وہ ہمارے سے بے تعلق ہے۔ یہ سب تو کچھ لگے بندھے قوانین کے ماتحت اسی طرح ہوتا آیا ہے اور اسی طرح ہوتا رہے گا۔

اسلام زندگی کا جو رَوَیّہ تجویز کرتا ہے اُس کی رُو سے وہ مطالبہ کرتا ہے کہ انسان اپنے تمام معاملات میں خدا کی مرضی کا پابند بن کر رہے اور پھر یہ یقین دلاتا ہے کہ جو کام بھی اللہ تعالیٰ کی ہدایات اور اس کی لگائی ہوئی پابندیوں کے مطابق کیا جائے گا وہ دینی کام ہی ہوگا۔ چاہے دیکھنے میں وہ کیسا ہی دنیاوی کام کیوں نہ نظر آتا ہو، اسلام کے نزدیک اللہ کے احکام کی خلاف ورزی، اس کی رضا اور خوشنودی سے بے نیاز ہو جانا اور اس کی ہدایات سے غفلت برتنا ہی دراصل "دنیا" ہے۔ وہ دنیا جس کو "مردار" اور جس کے طالبوں کو "کُتا" کہا گیا ہے۔ ورنہ مُلک و مال اور بیوی بچوں کا نام دنیا نہیں ہے۔ کون نہیں جانتا کہ وہ نماز جو دکھاوے کے لیے پڑھی جائے اور جس کی غرض نہ اللہ کے احکام کی اطاعت ہو اور نہ اس کی رضا کی طلب بلکہ جس کی بنیاد پر کوئی شخص اپنے کو لوگوں کے درمیان بڑا متقی اور دین دار کہلوانے کی آرزو رکھتا ہو ہرگز عبادت نہیں، بلکہ بدترین دُنیوی کام ہے۔ لیکن حلال روزی کے چند ٹکے کمانے کے لیے جو شخص کوئی کاروبار کرے اور اس کی مدد سے وہ اپنے بیوی بچوں کے حقوق اس طرح ادا کرے کہ اسے خدا کی

Marfat.com

مرضی اور اس کے احکام کی پابندی کا دھیان رہے تو یہ کاروبار عبادت ہے اور خالص دینی کام ہے۔

یہی وہ نقطۂ نظر ہے جس کے بارے میں اکثر لوگوں کے ذہن صاف نہیں ہوتے۔ اور جو لوگ فکرِ آخرت کو ترکِ دنیا کا ہم معنیٰ بنا لیتے ہیں یا جو فکرِ آخرت کو ترکِ دنیا کا ہم معنی سمجھ لیتے ہیں وہ دونوں اسی لیے یہ غلطی کرتے ہیں کہ ان کے ذہنوں میں "دین" اور "دنیا" کا وہ تصور نہیں ہوتا جو اسلام پیش کرتا ہے اسلام کے نزدیک کوئی چیز "دنیا" نہیں ہے۔ سب کچھ "دین" ہے بشرطیکہ اس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو اسلام تجویز کرتا ہے۔ اگر یہ نہیں ہے تو پھر کوئی چیز "دین" نہیں چاہے لوگ اسے کتنا ہی "دینداری" کا کام کیوں نہ کہے جائیں۔

جب تک یہ نقطۂ نظر اچھی طرح واضح نہیں ہوتا لوگ کسی ایک طرف جھک جاتے ہیں اور دونوں صورتوں میں اسلام سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ جس طرح دنیا کے معاملات سے بے تعلق ہو جانا اور اسے دین داری سمجھنا غلط ہے۔ اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ دنیا کی ذمہ داریوں کی طرف اس طرح لپکے کہ اس کا کوئی غم ہی نہ رہے کہ دل کا تعلق اللہ سے کتنا مضبوط یا کمزور ہو رہا ہے۔ جس طرح وہ لوگ جو "دینداری" کے تقدس کو بچا لانے کے لیے دنیا کی ذمہ داریوں سے بھاگتے ہیں، غلط راستے پر ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی بھٹکے ہوئے ہیں جو ان ذمہ داریوں کے پیچھے اس طرح پڑ جائیں کہ ان کی زندگی اور ایک خدا فراموش کی زندگی میں کوئی امتیاز باقی نہ رہے۔

جس طرح وہ لوگ غلط ہیں جنہیں تہجد، نوافل اور اذکار اتنی مہلت ہی نہیں

Marfat.com

دیتے کہ وہ معاملاتِ دُنیا کو خدا کی مرضی کے مطابق سنوارنے کی جدّوجہد کریں اور اللہ کے بندوں کو اللہ کا بندہ بن کر رہنا سکھائیں۔ اسی طرح وہ لوگ غلط ہیں جو نظامِ اسلام کے قیام اور نظامِ زندگی کی اصلاح کے پیچھے اس طرح پڑ جائیں کہ انہیں یہ دھیان ہی نہ آئے کہ انہیں اپنی اس جدّوجہد کے لیے قوّت کہاں سے لینی ہے اور یہ کہ جب تک وہ بھی تہجد، نوافل اور اذکار کا اہتمام نہ کریں گے ہرگز ہرگز مہم کو سر نہ کر سکیں گے، انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ دن میں دین کی خاطر وہی لوگ مشغول رہ سکتے ہیں جو رات کے کچھ حصّے کو اپنے ربّ کے حضور قیام و سجود میں بسر کریں۔

خدا سے تعلق

آخرت کا صحیح تصوّر

اور خُدا کی اُتاری ہوئی ہدایات کی مکمّل پیروی ہی مومن کی قوّت کا سرچشمہ ہے اس کے بغیر دین کا کوئی کام انجام نہیں پا سکتا۔

ا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ک ۔ عثمان ۔

کتبہ یعقوب انیس

Marfat.com

178

دین کی حفاظت

مُسلم خواتین کے کرنے کا کام

ابو سلیم محمد عبدالحی

اِسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ
۱۳۔ ای شاہ عالم مارکٹ، لاہور
برانچ:۔ ۱۶۔ بیت المکرم۔ (پہلی منزل) ڈھاکہ

Marfat.com